تصوف سے سلفیت تک

عظیم مفسر و محدث السید محمد رشید رضا مصری رحمہ اللہ تعالیٰ — ترجمہ و تخریج: مولانا محمد ادریس سلفی

علامہ محمد رشید رضا مصری نے ستر سالہ زندگی بڑی مصروف اور نشیب و فراز سے بھرپور بسر کی۔ آپ کی عظیم انقلابی زندگی کے دو اہم بنیادی اسباب تھے۔

(1) معتدل مزاج اور شریف الطبع ہونا خاندانی وراثتی وصف تھا۔

(2) دوسرا سبب کسبی اور محنت سے حاصل شدہ تھا۔ یعنی اعلیٰ تربیت اور نفع بخش تعلیم کا حصول۔

شیخ خالص عربی النسل اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ جس کی بنا پر خاندانی مقام و شرف حاصل تھا۔

سید صاحب طرابلس شہر سے تین میل کے فاصلہ پر سمندر کنارے قلمون بستی میں پیدا ہوئے ساری بستی خاندانی شرافت، علم اور اعلیٰ حسب و نسب کی بنا پر مشہور تھی اور سید صاحب کا خاندان امتیازی طور پر ''مشائخ'' کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔ آپ کے دادا جان بڑے عالم اور صاحب کرامت ولی تھے۔ اور اپنے گھر کے پاس کی اعلیٰ مسجد کے بانی مبانی بھی تھے۔ اور خلافت عثمانیہ کی طرف سے آپ کے دادا جان کیلئے خصوصی وظائف مقرر تھے۔ جو نسل در نسل ملتے رہے۔

سید صاحب نے بعض اہل تصوف کی کتب شیخ حسین الجسر سے پڑھیں جن میں الفتوحات المکیہ اور الفاریاق کی چند فصول بھی شامل ہیں۔ دوران تعلیم ''ورد السحر'' بھی پڑھا مگر جب اس شعر پر پہنچتے

ودموع العین تسابقنی . من خوفک تجری

''تیرے خوف کی بنا پر میری آنکھوں کے آنسو مجھ سے پہلے ہی جاری ہو جاتے ہیں''۔ تو رک جاتے کہ آنسو تو جاری ہوئے ہی نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حضور شرم کے مارے، کہ کیسے جھوٹ ہی کہوں، کہ آنسو جاری ہیں یہ شعر نہ پڑھتے

کچھ عرصہ بعد جب علم اور اصول دین سے واقفیت ہوئی تو جان گئے کہ یہ وظیفہ اور اشعار تو کئی بدعات پر مشتمل ہیں چنانچہ مکمل اشعار ہی پڑھنے چھوڑ دیئے اور اس کی جگہ تلاوت قرآن پاک کو اختیار کر لیا۔

سید صاحب نے اپنے استاد ابو المحاسن القاوقجی سے بھی علم تصوف حاصل کیا اور کتاب ''دلائل الخیرات'' کی اجازت حاصل کی

کچھ عرصہ بعد اس کتاب کے متعلق بھی معلوم ہو گیا کہ اس میں اکثر روایات خود ساختہ ہیں لہٰذا اسے چھوڑ کر صحیح ثابت شدہ اذکار اور درود وسلام کو وظیفہ بنالیا۔ سید صاحب کے بقول انہیں تصوف کے راہ پر چلانے میں سب سے زیادہ معاون کتاب ''علوم الدین' امام غزالی'' تھی۔

یہ راہیں چلتے چلتے جب استاد محترم محمد القاوقجی الشاذلی سے درخواست کی کہ مجھے شاذلی طریقہ تصوف کی راہنمائی فرمائیں تو شیخ نے یہ کہتے ہوئے معذرت کرلی کہ **یا بنی انني لست اهلالما تطلبه فهذا بساط قدطوی وانقرض اهله**

عزیزم جس کا تم تقاضا کر رہے ہو میں اس کا اہل نہیں اور اس کے اہل عرصہ ہوا رخصت ہو چکے ہیں۔

سید صاحب فرماتے ہیں کہ میرا ایک شریک سفر دوست محمد الحسینی ایک مخفی نقشبندی صوفی تک رسائی حاصل کر گیا۔ جس کے متعلق اسے یقین تھا کہ وہ مرشد کامل کے مرتبہ پر فائز ہے چنانچہ ان کے پاس حاضر ہوا نقشبندی منہج کے کئی مدارج حاصل کیے۔ اس عرصہ میں کئی ایک خرق عادت واقعات بھی وقوع پذیر ہوئے جن میں سے اکثر کی توجیہ تو دوسرے طرق سے ممکن تھی مگر کئی ایک کی حقیقت تک پہنچنا ممکن نہ تھا سید صاحب کے بقول یہ کہنا مشکل ہے کہ ان خوارق کے ذرائع شرعاً درست اور جائز تھے۔

بلکہ کئی ایک وسائل غیر شرعی اور بدعات پر مشتمل بھی تھے۔ سید صاحب کا بیان کہا کہ نقشبندی طریقہ پر ہمارا روزانہ کا وظیفہ یہ تھا لفظ ''اللہ'' عزوجل کا ذکر صرف دل سے زبان پر لائے بغیر روزانہ پانچ ہزار جب یہ ذکر آنکھیں بند کر کے اور حتی المقدور سانس روک کر کرتے تھے اس دوران اپنے دل کو شیخ کے دل کے ساتھ مربوط رکھا جاتا۔

سید صاحب اس ذکر کے متعلق بعد ازاں بیان فرماتے کہ یہ صراحۃ بدعت بلکہ شرک خفی کا سبب تھا کیونکہ توحید کا تقاضا ہے کہ بندہ اپنے دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھے۔ میں نے عمر دراز اس طریقہ کو حق اور تہذیب نفس کا واحد ذریعہ خیال کیا اس کے تمام اسرار و رموز کو پہچانا تصوف کے گہرے سمندر میں غوطہ زن ہو اس کے تہہ میں موجود موتیوں تک رسائی بھی حاصل کی اور اس کی لہریں جو مردار اطراف میں پھینکتی ہیں ان سے بھی واقف رہا

لیکن بالآخر سلف صالحین کے منہج تک رسائی حاصل کی اور اس یقین تک پہنچا ہوں کہ اس کے سوا گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں۔

ان تبدیلی میں مجلہ ''العروۃ'' خصوصاً اور دیگر اہل علم کے مضامین نے عموماً رہنمائی کی جبکہ عقل و دانش کو استعمال میں لانے' بدعات کو خیرباد کہنے' دینی و دنیاوی علوم کو یکجا کرنے' امت مسلمۃ کیلئے اس دنیا میں رفعت و مرتبت

کیلیئے روح پھونکنے کا کام جمال الدین افغانی اور شیخ محمد عبدہ نے کیا ان خیالات کو جلا بخشنے اور نتیجہ خیز بنانے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی کتب سے استفادہ تھا۔ ان مجددین ملت اسلامیہ کے خیالات نے تصوف کی گمنامی اپنے من کی دنیا اور بدعات وضلالۃ کے اندھیروں سے کنارہ پر آنے میں دستگیری کی۔

اعلان حق: سید صاحب اس تبدیلی کے پہلے جھونکہ کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ ایک دن بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مجلس شروع ہوگئی چنانچہ طریقہ مولویہ کے درویش اپنی اپنی مسندوں پر رونق افروز ہوگئے۔ درمیان میں شیخ طریقت براجمان تھے کہ سفید غرارے دار لباس میں ملبوس نوخیز خوبصورت بچے حاضر ہوگئے جو فنکاری کے ساتھ ایسے گھومتے اور رقص کرتے کہ ان کے غرارے چھتری کی طرح پھیل جاتے مگر ایک دوسرے سے نہ ملتے۔

بازوؤں کو پھیلاتے' گردنیں مائل کرتے ایک ایک کر کے شیخ صاحب کے سامنے سے رکوع کی حالت میں گذرتے جاتے اور ہجر ووصال پر مشتمل نغمات الاپتے جاتے۔

آج یہ منظر نہ جانے کیوں سید صاحب کو ناگوار محسوس ہونے لگا وہ اس پریشانی میں مبتلا ہو رہے تھے کہ مسلمان بدعات میں اس حد تک جا چکے ہیں کہ ایسے ناپسندیدہ مناظر اور وہ بھی دین کے نام پر یہ لہو ولعب اور نیت تقرب الی اللہ کی' سید صاحب خاموش نہ رہ سکے پیمانہ صبر لبریز ہوگیا عقائد وعبادات پر مشتمل کتب' ائمہ حق کی سیرتوں کا مطالعہ خاموش تماشائی کے اندر ہی اندر آج اضطراب بپا کر رہا تھا۔ چنانچہ اپنی جگہ سے اٹھے اور پوچھا یہ کیا دیکھ اور سن رہا ہوں؟

جواب ملا یہ مولانا جلال الدین رومی جو مثنوی شریف کے مؤلف ہیں ان کے طریقہ پر ذکر ہے

یہ جواب سن کر آپ آپے سے باہر ہوگئے اور بلند آواز سے بولے کیا لوگوا رے مسلمانوں پر منکر ہے اور اس کا نظارہ جائز نہیں بلکہ اس پر خاموشی بھی اس منکر کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ایسی ہی مجالس کے متعلق ہے "اتخذو ادینہم ھزوا ولعباً" میں نے اپنا حق ادا کر دیا لہٰذا لوگو تم پر خدا رحمت فرمائے اس مجلس سے بھاگو یہ کہتے ہوئے جلد ہی آستانہ سے شہر کی جانب چلے گئے۔ کچھ اہل دانش واہل فکر ساتھ ہی وہاں سے چلتے بنے جن کی تعداد اگرچہ بہت کم تھی مگر اس صدائے حق نے پورے شہر میں ایک ہلچل پیدا کر دی کوئی مؤید ہے تو کوئی مخالف کوئی سوچنے پر مجبور ہوئے اور کچھ نے تقلید کی روش میں پناہ لی۔

مشائخ صوفیہ کی کثیر تعداد مخالفت پر کمربستہ ہوگئی لیکن آپ اصلاح احوال کا عزم مصمم کر چکے تھے' اور معاشرہ کو اس گمراہی اور بدعت کے ماحول سے پاک کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا کسی بڑے چھوٹے کی پروا نہ کرتے ہوئے آگاہی کے راہ پر گامزن رہے۔ مخالفت کرنے والوں میں آپ کے ایک استاذ گرامی شیخ حسین جسر شاذلی بھی پیش پیش تھے۔ استاد محترم کا خیال تھا کہ سید صاحب اہل

تصوف کے مروجہ طرق اور رسومات کا ہرگز تذکرہ ہی کریں اور کہا میں تم کو نصیحت کرتا ہوں آپ ان کو ان کے حال پر رہنے دیں۔

شاہ صاحب نے عرض کیا حضرت کیا ان لوگوں کے لیے عام مسلمانوں سے ہٹ کر کوئی احکام شرع ہیں۔

فرمانے لگے ہیں لیکن ان رسوم وطرق میں جو ان کی نیت اور نقطہ نظر ہے وہ عامة المسلمین کا نہیں ہے اور ساتھ ہی پوچھا صرف ان درویشوں پر ردو کد کو تو واجب سمجھتے ہو جبکہ دیگر ناچ گانے والے کون سے اچھے کام پر لگے ہیں کہ آپ انہیں چھوڑ کر ان کی فکر میں مگن ہیں۔

شاہ صاحب نے جواباً عرض کیا حضرت ان دینداروں کا جرم دیگر رقص وسرور والوں سے زیادہ معیوب ہے۔

کیونکہ اہل تصوف نے غیر شرعی کلام کا سماع اور خوبصورت بچوں کا رقص شرعی عبادت قرار دے رکھا ہے گویا ان لوگوں نے اپنی جانب سے ایسی شریعت سازی کی ہے جس کی اجازت انہیں اللہ کریم نے عطا نہیں کی۔ دوسری بات یہ بھی کہ عام گویے اور گلوکار میں نے آج تک نہ سنے نہ دیکھے ہیں کہ انہیں بھی لازماً منکر سے روکوں شاہ صاحب کے دلائل اگر چہ استاد گرامی پر اپنا اثر چھوڑ رہے تھے اور وہ انہیں خاموش تماشائی بنے رہنے کی تلقین پر قائم تھے جبکہ اصل سبب حضرت کا ایک مقام و مرتبے اور عوامی شہرت تھی جسے ترک کرنا بڑے عزم مصمم اور عنایت خداوندی کے بجز ناممکن ہوتا ہے۔

دانائے داناں ہادی ہدایت یافتگاں کا ارشاد گرامی ہے

ماذئبان جائعان ارسلافی غنم بافسدلها من حرص المرء لدينه و عرضه

استاد شاگرد کا اختلاف مٹ نہ سکا بلکہ جب شاہ صاحب نے مصر کو خیر باد کہا اور "المنار" رسالہ میں اہل تصوف کا پوسٹ مارٹم بلا وقفہ جاری رکھا یہ خلیج بڑھتی ہی گئی استاد شاگرد کے جواب در جواب کا سلسلہ طول پکڑ گیا دراصل شاہ صاحب "صاحب البيت ادرىٰ بما" کے مصداق تصوف اور اہل تصوف کے سب نشیب وفراز سے واقف تھے

شریعت محمدیہ میں اس نیک نیتی سے ایک نئے نظام بندگی و اطاعت اور اتباع خواہش کے ہاتھوں یرغمال بننے والے صاحب جبہ و دستار کے اندر کی کہانی کے عین شاہد تھے وہ کیسے اس پر خاموش رہ سکتے تھے۔ تصوف کے متعلق شاہ صاحب کی بصیرت کو چار چاند لگانے والی کتب میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور انکے شاگرد رشید امام ابن القیم اور ابن حجر کی کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر شامل تھیں۔ جس کے مطالعہ نے ان کی فکر اور اہل بدعت کی کج فہمی کے اکثر ذرائع واسباب سے پردہ کشائی کر دی۔

حسین محمد علی

الرابطہ 2013 جنوری